فتاویٰ امن پوری (قسط ۸۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: خاندانی مسلمان لڑکی کا نکاح نومسلم لڑکے سے کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ کوئی وجہ کراہت یا ممانعت نہیں ہے۔

سوال: کیا عورت کی حیثیت سے کم مہر پر نکاح ہو سکتا ہے؟

جواب: اگر عورت راضی ہے، تو کم سے کم مہر پر بھی نکاح ہو سکتا ہے۔

سوال: معمار کی لڑکی کا نکاح نجار کے لڑکے سے کرنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: صالحین کی نابالغہ لڑکی کا نکاح ہوا، بعد میں معلوم ہوا کہ لڑکے والے صوم وصلاۃ کے پابند نہیں، اب نہ لڑکی رخصت ہونا چاہتی ہے اور نہ گھر والے بھیجنے پر راضی ہیں، کیا یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

جواب: یہ نکاح ہو چکا ہے، البتہ لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہوگا، وہ بلوغت کے بعد یہ نکاح فسخ کر سکتی ہے۔

سوال: لڑکے نے غلط نسب بتا کر شادی کی، کیا نکاح فسخ ہو سکتا ہے؟

جواب: نکاح کی شرائط مکمل ہیں، تو نکاح ہو چکا ہے، اب اگر لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، تو خلع کے ذریعے نکاح فسخ کر سکتی ہے، البتہ صرف برادری کی بنا پر خلع لینا یا طلاق کا مطالبہ کرنا درست نہیں، کیونکہ فضیلت کا معیار اعلیٰ نسب نہیں، بلکہ تقویٰ ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾(الحجرات : ١٣)

''اور ہم نے تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے، تاکہ تم باہم جان پہچان کر سکو، البتہ تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے، جو زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور خبردار ہے۔''

سوال: ہاشمی اور بنی فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں؟

جواب: ہم کفو ہیں۔

سوال: اعلیٰ نسب کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ نسب کے لڑکے سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہو سکتا ہے۔ نسب کی بنا پر کوئی افضل نہیں، افضلیت تقویٰ کی بنا پر ہے۔

سوال: زنا کا پیشہ کرنے والے مرد سے تیلی کی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے؟

جواب: برے لوگوں سے برے لوگ ناطہ جوڑتے ہیں۔ البتہ زنا کا پیشہ کرنے والے سے تیلی کی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ﴾(النّور : ٢٦)

''خبیث مردوں کے لیے خبیث عورتیں ہیں اور خبیث عورتوں کے لیے خبیث مرد ہیں۔''

سوال: جاہل کسان عالم لڑکی کا ہم کفو ہے یا نہیں؟

جواب: ہم کفو نہیں ہے، البتہ اگر دونوں نکاح پر راضی ہوں، تو نکاح ہو سکتا ہے۔

سوال: اہل بدعت کے ساتھ لڑکی کا بیاہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: ہر ولی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے لیے ایسا رشتہ ڈھونڈے، جو اس کے لیے دنیوی واُخروی فلاح کا باعث ہو۔ اگر ایک باپ اپنی بیٹی کی اچھی تربیت کرے اور اس کو اچھے گھر میں بیاہ دے، تو یہی بیٹی اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائے گی اور اگر باپ نے بیٹی کی تربیت کے حوالے سے اپنی ذمہ داری ادا نہ کی اور اس کی ایسی جگہ شادی کر دی، جو اس کے دین کی خرابی کا باعث بنی، تو یہی ذمہ داری باپ کے لیے وبال بن سکتی ہے۔

اہل بدعت دین کے دشمن ہیں، ان کے ساتھ بیٹی کا بیاہ کرنا بیٹی کی عاقبت کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہے، نیز اہل بدعت کو بیٹی دینا ان کی تکریم ہے، جو کہ جائز نہیں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْإِسْلَامِ .

''جس نے بدعتی کی تعظیم کی، اس نے انہدام اسلام پر معاونت کی۔''

(الشّريعة للآجرّي : 2040، تاريخ ابن عساكر : 456/26، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: شریف عورت نومسلم مرد کی کفو ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی کافر دل و جان سے اسلام قبول کر چکا ہے اور اسلام کی احکام ونواہی کا پابند ہو چکا ہے، تو وہ شریف عورت کا کفو بن سکتا ہے۔

سوال: پٹھان عورت کا نکاح راجپوت مسلمان سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہو سکتا ہے۔

سوال: ایک مرد اور ایک عورت نے اسلام قبول کیا، کیا وہ دونوں ہم کفو ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: پڑھی لکھی عورت کا جاہل مرد سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: دونوں راضی ہیں، تو ہوسکتا ہے۔

سوال: افغان کا نکاح کمبوہ سے کرنا کیسا ہے؟

جواب: ہوسکتا ہے، قوموں اور برادریوں کے اعتبار سے کسی کو فوقیت حاصل نہیں، فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! آپ سب کا رب ایک ہے، آپ سب کا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے، خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ کو کسی سیاہ پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، البتہ صرف تقویٰ کی بنا پر۔''

(مسند الإمام أحمد : 23489، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: قومیت اور ولدیت بدل کر نکاح کیا، منعقد ہوا یا نہیں؟

جواب: لڑکا لڑکی اور اس کے ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔

سوال: لڑکی نے نابالغی کی عمر میں نکاح کی اجازت دی اور رضامندی کا اظہار کیا، بالغ ہوئی، تو نامنظور کیا، کیا حکم ہے؟

جواب: نابالغی میں نکاح ہوسکتا ہے، البتہ لڑکے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہوگا، خواہ وہ نابالغی کی عمر میں نکاح کو منظور بھی کر چکے ہوں۔ ہر صورت انہیں بلوغت کے بعد نکاح قائم رکھنے یا رد کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

سوال: نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکا ناجائز اولاد ہے، نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

جواب: لڑکی کی رضامندی پر موقوف ہے۔

(سوال): رافضی شوہر سے جو اولاد ہوئی، وہ حلالی ہے یا حرامی؟

(جواب): روافض سے نکاح جائز نہیں۔ اگر لاعلمی میں شیعہ سے نکاح کر دیا، تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد حلالی ہے، البتہ علم ہونے پر نکاح ختم کرے۔

(سوال): راجپوت مسلم لڑکی سے ایک فقیر نے دھوکہ دے کر نکاح کیا، کیا حکم ہے؟

(جواب): نکاح صحیح ہے، لڑکی شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، تو خلع لے کر سکتی ہے۔

(سوال): لڑکے نے نکاح کے وقت دھوکہ دیا کہ فلاں قوم سے ہوں، نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ اس قوم سے نہیں ہے، کیا حکم ہے؟

(جواب): نکاح ہو چکا ہے، لڑکی کو خلع کا اختیار رہے۔

(سوال): کیا سیدزادی کا نکاح نومسلم حجام سے ہو سکتا ہے؟

(جواب): لڑکی لڑکا راضی ہیں، تو ہو سکتا ہے۔

(سوال): کیا نکاح کے وقت مرد کی خاموشی رضامندی ہے یا نہیں؟

(جواب): مرد کی خاموشی اس کی رضامندی شمار نہیں ہوتی۔ یہ صرف باکرہ عورت کے لیے ہے، کہ اس کی شرم وحیا کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عورتوں سے ان کے جسموں (شادی) کے متعلق اجازت یا مشورہ لیا کریں۔ پوچھا گیا: کنواری لڑکی تو شرما کے چپ کر جاتی ہے۔ فرمایا: اس کی خاموشی اجازت ہی ہے۔''

(صحيح البخاري : 6949، صحيح مسلم : 1420)

(سوال): اگر میاں بیوی لاعلمی میں دو ماہ تک غیر فطری مجامعت کرتے رہیں، تو کیا

حکم ہے؟

(جواب): علم ہو جانے کے بعد غیر فطری مجامعت کرنا جائز نہیں، جب تک علم نہ تھا، معافی ہے۔ البتہ اس سے نکاح پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

اللہ نے جہاں سے وطی کرنے کا حکم دیا ہے، وہی راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ گرامی ہے:

﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾(البقرة : ۲۲۲)

''جب عورتیں (حیض سے) پاک ہو جائیں تو ان سے اس طرح جماع کرو، جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔''

❀ اس آیت کریمہ کا مفہوم واضح کرتے ہوئے اور اس فعلِ بد کی بیس کے قریب قباحتیں بیان کرتے ہوئے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''یہ آیت دو طرح عورتوں سے وطی کی حرمت بیان کرتی ہے، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی کھیتی میں جماع کو جائز قرار دیا ہے اور کھیتی بچہ پیدا ہونے کی جگہ ہے، نہ کہ گندگی والی جگہ، فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ (البقرۃ:۲۲۲) (جہاں سے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے) سے مراد یہی کھیتی والی جگہ ہی ہے، نیز فرمایا: ﴿فَأْتُواْ حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ (البقرۃ:۲۲۳) (تم اپنی کھیتی کو جہاں سے چاہو، آؤ)، اس آیت سے عورت کی پچھلی جانب سے اس کی اگلی شرمگاہ میں جماع کی دلیل بھی نکلتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جہاں سے چاہو، جماع کرو، یعنی آگے سے یا پیچھے سے۔ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کھیتی سے مراد اگلی شرمگاہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عارضی طور پر

لاحق ہونے والی گندگی (حیض) کی وجہ سے اگلی شرمگاہ میں جماع کو حرام قرار دیا ہے تو اس سوراخ کے بارے میں کیا خیال ہے، جو مستقل طور پر گندگی کی جگہ ہے، ساتھ ساتھ اس میں جماع کے اور بھی مفاسد ہیں، ان میں ایک انقطاعِ نسل ہے اور دوسرا یہ کہ عورتوں کی پشتوں میں جماع کرنا بچوں کی پشتوں میں جماع (لواطت) کا بڑا سبب ہے۔ اسی طرح جماع میں عورت کا بھی مرد پر حق ہوتا ہے، جو کہ دبر میں جماع کرنے سے ادا نہیں ہوتا، عورت کی خواہش پوری نہیں ہوتی اور اس کا مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح دبر اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئی، بلکہ اس کے لیے فرج بنائی گئی ہے، چنانچہ اس کو چھوڑ کر دبر کی طرف جانے والے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور شریعت سے بغاوت کرنے والے ہیں۔ یہ مرد کے لیے بھی نقصان دہ ہے، اسی لیے عقل مند اطباء اور فلاسفہ وغیرہم اس سے منع کرتے ہیں، کیونکہ فرج میں بہنے والے پانی کو جذب کرنے اور مرد کو راحت دینے کی صلاحیت ہوتی ہے، جبکہ دبر میں جماع کرنا پانی کو جذب کرنے پر مدد نہیں دیتا اور طبعی امر کی مخالفت کی وجہ سے پانی مکمل طور پر خارج نہیں ہوتا۔ یہ ایک اور طرح سے بھی نقصان دہ ہے کہ اس میں خلاف طبع حرکات کرنا پڑتی ہیں، جو کہ تھکا دینے والی ہوتی ہیں۔ اسی طرح دبر گندگی اور نجاست کی جگہ ہوتی ہے، اس کی طرف آدمی متوجہ ہوتا اور اس کو استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح یہ عورت کے لیے بھی سخت نقصان دہ ہے، کیونکہ یہ طبع کے بہت خلاف اور منافرت والا کام ہے۔ اسی طرح یہ کام غم ودکھ اور فاعل ومفعول سے نفرت کا باعث بنتا ہے۔ یہ کام چہرے کو سیاہ کرتا ہے، سینے

میں اندھیرا اور دل کا نور ختم کرتا ہے۔اس سے چہرے پر سراسیمگی چھا جاتی ہے اور وہ واضح نشانی بن جاتی ہے ، جسے ادنیٰ سی فراست والا شخص بھی پہچان سکتا ہے ۔ اسی طرح یہ کام ضروری طور پر فاعل ومفعول کے درمیان نفرت ،سخت عداوت اور قطع تعلقی کا سبب بنتا ہے ۔اسی طرح یہ فاعل اور مفعول کی حالت اتنی خراب کر دیتا ہے کہ اس کی اصلاح ممکن نہیں رہتی ، الا یہ کہ سچی توبہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہوجائے ۔ یہ فعل فاعل ومفعول دونوں سے خوبصورتی کو ختم کر دیتا ہے اور انہیں بدصورت بنا دیتا ہے، جیسا کہ ان کی باہم محبت نفرت وعداوت میں بدل جاتی ہے۔اسی طرح یہ کام نعمتوں کے چھن جانے اور مصیبتوں کے چھا جانے کا بڑا سبب ہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ،اس کی ناراضی ،اس کے اعراض اور بنظر رحمت نہ دیکھنے کا سبب بنتا ہے ۔اس کے بعد ایسا شخص کس خیر کی امید کرے گا اور کس شر سے محفوظ ہو سکے گا، جس شخص پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ہو، وہ اس سے اعراض کر لے اور اس کو بنظر رحمت نہ دیکھے ،اس کی زندگی کیسی ہوگی؟ اسی طرح یہ کرتوت حیا کو مکمل طور پر خاتمہ کر دیتا ہے اور حیا ہی دلوں کی حیات ہے، جب دل اسے گم کر بیٹھے تو غلط کو درست اور درست کو غلط سمجھنے لگتا ہے، اس وقت خرابی اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے۔اسی طرح یہ کام طبیعتوں کو اس طریقے سے پھیر دیتا ہے ،جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کی ہے ۔ یہ الٹی طبع ہے طبع الٹ جائے تو دل اور طور طریقہ بھی الٹ جاتا ہے ۔تب وہ برے اعمال وحالات کو اچھا خیال کرتا ہے اور اس کی حالت ،عمل اور کلام بلا اختیار خراب ہوجاتی ہے ۔فعل بد ایسی

بے غیرتی اور جرأت پیدا کرتا ہے، جو کسی اور کام سے پیدا نہیں ہوتی۔ نیز اس سے وہ رسوائی، ذلت اور حقارت پیدا ہوتی ہے، جو کسی اور کام سے نہیں ہوتی۔ یہ بندے کو غصے اور کینے کا لباس پہنا دیتی ہے اور لوگ اس کو ذلیل وحقیر سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ مشاہدات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نبی پر درود وسلام کرے، جس کی اتباع و پیروی میں دنیا وآخرت کی سعادت ہے اور جس کی مخالفت ونافرمانی میں دنیا وآخرت کی بربادی ہے۔''

(زاد المَعاد : 257/4)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ (البقرة : ٢٢٣)

''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتیوں کو جیسے چاہو، آؤ۔''

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَالَتِ الْيَهُودُ : إِنَّمَا يَكُونُ الْحَوَلُ إِذَا أَتَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ مِنْ خَلْفِهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ : ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ (البقرة : ٢٢٣) مِنْ قُدَّامِهَا وَمِنْ خَلْفِهَا وَلَا يَأْتِيهَا إِلَّا فِي الْمَأْتٰى .

''یہود کا خیال تھا کہ بیوی کی پچھلی جانب سے وطی کرنے سے بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ (البقرۃ:۲۲۳) مرد، عورت سے اگلی اور پچھلی دونوں جانب سے جماع کرسکتا ہے، لیکن جماع ہوگا صرف اگلی شرمگاہ میں۔''

(صحیح ابن حبان : ٤١٩٧، وسندہٗ صحیحٌ)

نیز دیکھیں (صحیح مسلم: ۱۴۳۵)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِنَّمَا هُوَ الْفَرْجُ. ''اس سے مراد اگلی شرمگاہ ہی ہے۔''

(سنن الدّارمي: ١١٦٤، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

يَأْتِيهَا كَيْفَ شَاءَ، قَائِمٌ وَقَاعِدٌ وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ، يَأْتِيهَا مَا لَمْ يَكُنْ فِي دُبُرِهَا.

''مرد اپنی عورت سے کھڑے، بیٹھے اور ہر حالت میں جماع کر سکتا ہے، لیکن پچھلی شرمگاہ میں نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: ٢٢٨/٤، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہودی مسلمانوں کو ستانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے، کہتے کہ اے اصحاب محمد! اللہ کی قسم! تمہارے لیے عورتوں سے جماع کی صرف ایک صورت جائز ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ (البقرۃ: ۲۲۳)۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں اور ان کی ضرورت کے درمیان آڑ ختم کر دی۔''

(سنن الدّارمي: ١١٦٥، وسندهٔ صحيحٌ)

یہودیوں کا کہنا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کے پیچھے سے اس کا اگلا حصہ استعمال کرے، تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنے نظریے کے مطابق صحابہ کرام کو طعنے دیتے، تو اللہ

تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر یہودیوں کا ردّ کر دیا کہ جیسے چاہو اپنی بیویوں کے پاس آؤ، لیکن اس حصہ کو استعمال کرنا ہے، جس سے بچے کی ولادت ہوتی ہے۔

اس آیت کی یہی تفسیر مرہ بن شراحبیل ہمدانی رحمہ اللہ نے بیان کی ہے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٣٠/٤، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): عورت کا نکاح غیر کفو میں کب درست ہے؟

(جواب): جب وہ غیر کفو میں نکاح پر راضی ہو۔

(سوال): اگر اعلیٰ قوم کی بالغہ لڑکی اپنا نکاح ولی کی اجازت سے ادنیٰ قوم کے لڑکے سے کر دے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): چونکہ ولی راضی ہے، تو یہ نکاح درست ہے۔

(سوال): کیا بالغہ سیدزادی کا نکاح ولی کی اجازت سے غیر کفو میں جائز ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): تقیہ کیا ہے؟

(جواب): تقیہ شیعہ مذہب کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ شیعہ تقیہ کو ضروریات دین کا درجہ دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک تقیہ نہ کرنے والا تارک نماز کی مانند ہے۔ تقیہ کے ذریعہ یہ لوگ اپنے باطن میں کفر محض رکھتے ہیں اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ نفاق کی بری صورت ہے۔

❀ جعفر صادق رحمہ اللہ (۱۴۸ھ) سے منسوب کیا جاتا ہے:

إِنَّ تِسْعَةَ أَعْشَارِ الدِّينِ فِي التَّقِيَّةِ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَّا تَقِيَّةَ لَهٗ.

''دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ ہے، جس نے تقیہ نہیں کیا، اس کے

دین کا کوئی اعتبار نہیں۔'' (أصول الكافي للكُلَيْني : 2/217)
شیعہ اُصول حدیث کے مطابق یہ قول صحیح ہے۔

سوال: اگر رافضی تقیہ کرتے ہوئے خود کو سنی ظاہر کرے اور لڑکی سے نکاح کر لے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: علم ہونے پر لڑکی نکاح کو ختم کر دے، کیونکہ روافض سے نکاح جائز نہیں۔

سوال: کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگانے والے کافر ہیں؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگانے والے کافر ہیں، کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے ثابت ہے۔

❁ عباسی علما کا اجماعی عقیدہ ہے:

مَنْ سَبَّ سَيِّدَتَنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَلَا حَظَّ لَهٗ فِي الْإِسْلَامِ .

''جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہا، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔''

(المُنْتَظَم في تاريخ المُلُوك والأُمَم لابن الجَوزي : 15/281، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ ابو اسحاق شیرازی رحمہ اللہ (٤٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى عُمُومِ آيَةِ الْقَذْفِ وَإِنْ كَانَتْ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَاصَّةً .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ تہمت والی آیت عام ہے، گو کہ خصوصی طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہی نازل ہوئی ہے۔''

(التّبصرة في أصول الفقه، ص 146)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا﴾ (النّور: ١٧) سے مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، کیوں کہ مثلیت تب ہی ہوگی جب کسی کے بارے میں اسی طرح کی بات کی گئی ہو یا وہ ازواج مطہرات کے ہم پلہ ہو۔ کیوں کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت وناموس اور اہل بیت کے حوالے سے ایذا وتکلیف ہوتی ہے اور یہ کفریہ حرکت ہے۔''

(تفسير القرطبي : 205/12)

❁ قاضی ابویعلی حنبلی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ بِمَا بَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ كَفَرَ بِلَا خِلَافٍ .

''جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر وہی تہمت لگائی، جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کردیا ہے، تو اس کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(الصّارم المَسلول لابن تيمية، ص 566)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ حَكَى الْإِجْمَاعَ عَلٰى هٰذَا غَيْرُ وَاحِدٍ وَصَرَّحَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ بِهٰذَا الْحُكْمِ .

''اس پر کئی اہل علم نے اجماع نقل کیا ہے اور بے شمار ائمہ نے اس حکم کی صراحت بھی کی ہے۔''

(الصَّارم المَسلول على شاتِم الرّسول، ص 566)

سوال: صالح لڑکی کا فاسق لڑکے سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

جواب: ولی کی ذمہ داری ہے کہ صالح لڑکے کا رشتہ تلاش کرے، نیک لڑکی کا فاسق

سے نکاح نہیں کرنا چاہیے، یہ ہم کفو نہیں ہے۔

البتہ اگر لڑکی راضی ہو اور فاسق سے بیاہ دی جائے، تو شرعاً نکاح ہو جائے گا۔

سوال: کیا شوہر دیدہ لڑکی کنوارے لڑکے کی ہم کفو ہے؟

جواب: ہم کفو ہے۔

سوال: بیوی کو مہر ادا نہیں کیا تھا کہ وہ وفات پا گئی، اب مہر کی رقم کسے ملے گی؟

جواب: مہر کی رقم بیوی کے ورثا میں تقسیم ہو جائے گی۔

سوال: بیوی کا مہر پیسوں کی صورت میں مقرر کیا، مگر بعد میں مکان بطور مہر دیا، کیا مہر ادا ہوا یا نہیں؟

جواب: بیوی راضی ہے، تو مہر ادا ہو گیا، بشرطیکہ مکان کم از کم مہر کی رقم کے برابر ہو۔

سوال: ایک شخص نے مہر معجّل پر نکاح کیا، مگر چار سال تک مہر ادا نہ کیا، تو کیا اسے حق زوجیت کا اختیار ہے یا نہیں؟

جواب: بیوی کو اعتراض نہ ہو، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: لڑکی نکاح کے بعد شوہر سے تب تک خلوت اختیار کرنے سے انکار کرتی ہے، جب تک وہ اس کا مہر نہیں دے دیتا، کیا بیوی ایسا کر سکتی ہے؟

جواب: کر سکتی ہے، کیونکہ مہر اس کا حق ہے، اپنا حق وصول کیے بغیر حق زوجیت کی اجازت نہیں دینا چاہتی، تو اسے اختیار ہے۔

سوال: اگر عورت شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، نکاح میں اس کا مہر مؤجل طے ہوا تھا، تو کیا وہ شوہر سے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں، جبکہ عورت نے خلع نہیں لیا؟

جواب: اگر عورت مدخولہ ہے، تو طلاق کی صورت میں شوہر پر پورا مہر واجب ہوگا

اوراگر غیر مدخولہ ہے،تو نصف مہر ادا کرنا ضروری ہے۔

❁ مدخولہ کومہر میں خزانہ بھی دیا ہو،تو طلاق کی صورت میں اس سے وہ خزانہ لینا بھی جائز نہیں، یہ ظلم اورزیادتی ہے۔(سورت نساء:۲۰)

❁ غیر مدخولہ کے مہر کے متعلق فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾(البقرة : ٢٣٧)

''تم نے خلوت سے پہلے ہی طلاق دے دی اور اس کا مہر بھی مقرر کیا تھا،تو مقررہ مہر کا نصف ادا کرنا ضروری ہے۔''

(سوال): مہر معجّل اورمؤجل میں کیا فرق ہے؟

(جواب): اگر مہر نکاح کے وقت ہی ادا کر دیا جائے ،تو اسے معجّل کہتے ہیں اور جو مہر نکاح کے موقع پر ادا نہ کیا جائے ، بلکہ بعد میں ادا کرنے کا وعدہ کیا جائے ،تو اسے مہر مؤجل یا غیر معجّل کہتے ہیں۔

(سوال): مہر کی ادائیگی کس کس طرح ہوسکتی ہے؟

(جواب): نکاح کے لیے مہر ضروری ہے،جس کی ادائیگی تین طرح ہوسکتی ہیں؛① مہر کی مقدار طے کرلی جائے اور معجّل ادا کر دیا جائے۔② مقدار مہر مقرر کر کے مؤجل ادا کیا جائے۔③ مہر کی مقدار مقرر نہ کی جائے ،لیکن مؤجل مہر مثل ادا کر دیا جائے۔

(سوال): کیا مہر کی آدھی رقم معجّل اور آدھی مؤجل کی جاسکتی ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): نکاح کے وقت جس عورت کے مہر کی مقدار مقرر نہیں کی گئی،تو شوہر کو کتنا مہر

دینالازم ہوگا؟

(جواب): اگر شادی کے بعد میاں بیوی باہم مشاورت سے مہر مقرر کر لیں اور بیوی راضی ہو جائے، تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر دونوں کا اختلاف ہو، تو مہر مثل مقرر ہوگا، یعنی لڑکی کے خاندان کی دوسری عورتوں میں جتنا مہر معروف ہے، اتنا ادا کیا جائے گا۔

(سوال): اگر بیوی شوہر کو مہر معاف کر دے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اس میں کوئی حرج نہیں۔

(سوال): حق مہر کی شرعی مقدار کتنی ہے؟

(جواب): حق مہر کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ کوئی حد متعین نہیں۔ تاہم مہر میں اعتدال اور میانہ روی بہتر ہے۔ فریقین باہمی رضامندی سے جو طے کر لیں، وہ کم ہو یا زیادہ، درست اور جائز ہے۔ قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے عمل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حق مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں۔ خود نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کے لیے پانچ سو درہم مہر مقرر فرمایا۔ (صحیح مسلم: 1426) لونڈی کی آزادی کو بھی حق مہر بنانا ثابت ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ، وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

''رسول اللہ ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر بنا دیا۔''

(صحيح البخاري: 5086، صحيح مسلم: 1365)

ثابت ہوا کہ کسی کام اور عمل کو بھی حق مہر بنایا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ابوطلحہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا، تو انہوں نے فرمایا: ابوطلحہ! آپ جیسے شخص کو رد نہیں کیا جاتا، لیکن آپ کافر ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں۔ میرے لیے آپ سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر آپ مسلمان ہو جائیں، تو یہی میرا حق مہر ہوگا، اس سے زائد میں کچھ نہیں مانگوں گی۔ ابوطلحہ مسلمان ہو گئے، یوں یہی (ان کا مسلمان ہونا) سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا حق مہر بن گیا۔ ثابت کہتے ہیں: میں نے کسی عورت کا اتنا قیمتی مہر نہیں سنا، جتنا قیمتی مہر ام سلیم رضی اللہ عنہا کا تھا، یعنی ان کو حق مہر میں اسلام ملا تھا۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ازدواجی تعلقات قائم کیے، تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر بچہ پیدا ہوا۔''

(سنن النّسائي: 3341، وسندهٗ حسنٌ)

اس روایت کو امام ابن حبان (۷۱۸۷) اور حافظ ضیاء مقدسی رحمہما اللہ (المختارہ: ۴۲۶) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري: 115/9)

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے حق مہر کے بارے میں فرمایا:

اِلْتَمِسْ، وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ.

''تلاش کیجئے، اگرچہ لوہے کی کوئی انگوٹھی ہی مل جائے۔''

(صحيح البخاري: 5121، صحيح مسلم: 1425)

حق مہر کی کم از کم کوئی مقدار مقرر نہیں۔ باہمی رضامندی سے جو بھی چیز حق مہر میں مقرر کر لی جائے، اس کے بدلے نکاح درست اور جائز ہے۔ بعض لوگ دس درہم کم سے کم

حق مہر کی شرعی مقدار بتاتے ہیں، مگر اس میں کوئی صحیح دلیل موجود نہیں، اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ حُجَّةً تُثْبِتُ صَدَاقًا مَّعْلُومًا، لَا يَجُوزُ غَيْرُهٗ.

''ہمیں ایسی کوئی دلیل معلوم نہیں، جو مہر طے کرتی ہو، کہ اس مقدار کے علاوہ مہر جائز نہ ہو۔''

(الإشراف على مذاهب العلماء :36/1)

سوال: کیا حق مہر کی مقدار طے کیے بغیر نکاح صحیح ہے؟

جواب: بوقت نکاح حق مہر کی مقدار مقرر نہ کی جائے اور بعد میں دیا جائے، اسے نکاح تفویض کہتے ہیں، یہ بالا جماع جائز ہے۔ اس صورت میں مہر مثل ادا کرنا ہوگا۔ مہر مثل سے مراد وہ مہر ہے، جو دلہن کی بہنوں اور دادھیالی خاندان کی عورتوں کو دیا گیا ہو۔

سوال: اگر شوہر نکاح کے بعد مہر کی مقدار بڑھا دے، تو کیا عورت کے لیے وہ زائد مقدار لینا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: نکاح کے وقت مہر کی مقدار مقرر نہیں ہوئی تھی، تو کیا طلاق کی صورت میں عورت مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

جواب: اس صورت میں عورت حق مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے اور شوہر پر مہر مثل ادا کرنا لازم ہوگا۔

سوال: ایک عورت کا نکاح ہوا، شوہر نے ابھی مہر ادا نہیں کیا کہ طلاق ہوگئی، عدت

کے بعد عورت نے دوسری شادی کر لی، اس سے بھی طلاق ہوگئی، اب عدت کے بعد تیسری شادی کر لی، پہلے دونوں شوہروں نے مہر ادا نہیں کیا، کیا تیسری شادی کے بعد بھی پہلے دونوں شوہروں سے حق مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

جواب: اگر نکاح کے دوران عورت کو شوہر نے مہر ادا نہیں کیا، تو وہ طلاق کے بعد بھی مطالبہ کر سکتی ہے، خواہ عورت آگے شادی کر چکی ہو یا ابھی نہ کی ہو۔

سوال: شوہر کی جائیداد میں تصرف کرنے یا ترکہ لینے سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: کسی بھی صورت میں حق مہر ساقط نہیں ہوتا۔

سوال: شوہر مہر ادا کیے بغیر فوت ہو گیا، کیا عورت مہر لی سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، مہر شوہر کے ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔

سوال: کیا زندگی بھر عورت کا مہر ادا نہ کرنا گناہ ہے؟

جواب: مہر عورت کا حق ہے، اگر شوہر اس کی ادائیگی نہ کرے، تو وہ گناہ گار ہوگا، الا کہ عورت اپنا حق معاف کر دے۔

سوال: اگر عورت ایک بار مہر معاف کر دے، تو کیا دوبارہ مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

جواب: دوبارہ مطالبہ نہیں کر سکتی۔

سوال: عورت نے مرتے وقت مہر معاف کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مہر معاف ہو گیا، اب شوہر کے ذمہ مہر کی ادائیگی نہیں ہے۔

سوال: کیا حق مہر کے بغیر نکاح ہو سکتا ہے؟

جواب: نکاح میں حق مہر واجب ہے۔ اس کے بغیر نکاح نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾(النّساء : ٤)

''عورتوں کوان کے مہر بخوشی ادا کرو۔''

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) لکھتے ہیں:

هٰذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلٰى وُجُوبِ الصَّدَاقِ لِلْمَرْأَةِ، وَهُوَ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ وَلَا خِلَافَ فِيهِ .

''یہ آیت دلیل ہے کہ عورت کو مہر دینا واجب ہے۔ یہ اجماعی واتفاقی مسئلہ ہے، اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(تفسير القرطبي : 24/5)

سوال: نکاح کے وقت جو زیورات لڑکے والوں نے لڑکی کو دیے تھے، کیا طلاق کے بعد وہ زیورات لینے کے مجاز ہیں؟

جواب: شادی کے موقع پر لڑکے والے زیورات، کپڑوں وغیرہ کی صورت میں کچھ سامان لڑکی کو دیتے ہیں، اسے عرف میں ''بری'' کہتے ہیں۔ طلاق کی صورت میں اگر شوہر ان کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے، تو دیکھا جائے گا کہ اگر نکاح کے وقت ایسی کوئی شرط عائد کی گئی تھی کہ طلاق کی صورت میں عورت ان کو واپس کرنے کی مجاز ہو گی، تو شوہر واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے اور لڑکی کے لیے اس شرط کے مطابق ''بری'' کو واپس کرنا ضروری ہے۔

اگر ایسی کوئی شرط عائد نہیں کی گئی، تو یہ ''بری'' شوہر کی طرف سے ہبہ اور تحفہ ہے۔ اور باپ کے علاوہ کوئی شخص ہبہ شدہ چیز کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا عورت اس ''بری'' کی مالکہ ہے، شوہر اس سے واپس لینے کا مجاز نہیں۔